قرآن پاک کی روشنی میں اسلاموفوبیا کی سد باب کے لئے حکمتِ عملی

An effective strategy for tackling Islamophobia in the light of Holy Qur'ān

ڈاکٹر خدیجہ عزیز *
پروفیسر ڈاکٹر ضیاء اللہ الازہری **

Abstract:

In Western, countries there is a great fear of Islam and Muslims leading to a great hatred which in turn makes them think that Islam is a religion of violence that it allows the massive killing of people. After the incident of 9/11, Islamophobia has taken another turn. In this regard, it is the utmost duty of every Muslim to find the solution to this problem collectively as well as individually. It is therefore necessary, to think of a solution which favors the teachings of Islam without harming the humanity. It is a pressing need of the day that the true picture of Islam be brought forth through practice upon Shariah. We as muslims should play our role in changing the perception of our religion as the religion of 'peace' and preserver of humanity.

مغربی معاشروں میں اسلام اور مسلمانوں سے خوف اور ان کے خلاف نفرت کا احساس ہے جس کے نتیجے میں وہ اسلام کو دنیا کے سامنے ایک جارح اور جنونی مذہب کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اسلام نہ صرف دوسرے مذاہب اور عقائد کے لوگوں کے لئے عدم برداشت اور تعصب کا رویہ اختیار کرتا ہے۔ بلکہ عملی طور پر ان کے قتل وغارت کو جائز سمجھتا ہے ۔ نائن الیون کے واقعے کے بعد اسلاموفوبیانے زیادہ

* اسسٹنٹ پروفیسر، شہید بینظیر بھٹو وومن یونیورسٹی، پشاور، خیبر پختونخواہ، پاکستان۔
** پروفیسر، شعبہ اسلامیات، جامعہ پشاور

خطرناک شکل اختیار کرلی ہے۔ اس صورت حال سے نمٹنے اور اسلاموفوبیا کے سدباب کے لئے مسلمانوں پر انفرادی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اسلاموفوبیا کے سدباب کے لئے ان کو ایسی حکمت عملی اختیار کرنی ہوگی۔ جس سے اسلام کا اصل مقصد بھی پورا ہو اور انسانیت کو نقصان بھی نہ پہنچے یعنی انسانیت کی بقاء کا خاص خیال رکھاجائے۔ قرآن پاک کے مطالعے اور سیرت پاک ﷺ پر غور کرنے سے جو حکمت عملی سامنے آتی ہے۔ اسے دو نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

ا۔استقامت　۲۔حکمت

استقامت :

استقامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ کیا جائے اور اللہ کا دین جیسا کہ وہ ہے، اس پر پورے اطمینان، یقین محکم اور صبر وثبات کے ساتھ ثابت قدم رہا جائے ، اپنے مقصد ، نصب العین اور مستقبل کے بارے میں امکانات اور امت مسلمہ کے حقیقی اہداف، اس کی قوت کے اصلی ذرائع اور اقامت دین کے سلسلے میں اس کے اصول، تصور اور مخصوص عملی پروگرام پر کوئی سمجھوتہ نہ کیا جائے۔ اور اسلام کے دائرے کے اندر فکر وتدبر، اطاعت اور اجتہاد، وفاداری اور رواداری، جدوجہد اور ایثار کے لئے جو خطوط کار، اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے دے دیئے ہیں ان پر ایمان اور احتساب کی تعلیمات صبح نو کی طرح تازہ، نکھری ہوئی اور جدید ہیں۔اعتدال اور توازن اس کا طرہ امتیاز ہے۔ یہ اس کے اپنے نظام کے اندر موجود اور اس کا ابدی حصہ ہیں۔ اپنے نفس یا دوسروں کی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے اسے جدید یا معتدل نہیں بنایا جاسکتا۔

دوسروں کو خوش کرنے کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام اور حدود سے انحراف اللہ کی ناراضگی مول لینے کے مترادف ہے اور اس کے عذاب کو دعوت دینے کا موجب بن سکتی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جسے محمود اور مطلوب قرار دیا ہے۔ وہی مسلمانوں کا مقصود اور مطلوب ہے اور جسے انہوں نے ناپسند کیا ہے ،اس سے برات ہی ملت اسلامیہ کی میانہ روی اور رواداری ہے۔ اس لئے کہ اسلام نام ہی طاغوت سے بغاوت اور اللہ تعالیٰ سے رشتہ جوڑنے کا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔[1]

ترجمہ: توجو شخص بتوں سے اعتقاد نہ رکھے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے ایسی مضبوط رسی ہاتھ میں پکڑ لی ہے جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اسلام کے نظام میں مناسب آزادی موجود ہے۔ مگر یہ آزادی اس نظام کے اندر ہے۔ اس کو توڑنے یا اس سے فرار اختیار کرکے یا اس کے باہر آزادی کی تلاش اسلامی اصول کے منافی ہے۔ دین کو ہر پیوند کاری سے محفوظ رکھنا اور دوسروں کے مطالبوں پر یا انہیں خوش کرنے کے لئے دین میں قطع وبرید اللہ کی اطاعت نہیں بلکہ اس سے بغاوت کا راستہ ہے۔ اسی تسلسل میں ارشاد باری تعالی ہے۔

"قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللّهِ قُل لاَّ أَتَّبِعُ أَهْوَاءكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ إِذاً وَمَا أَنَاْ مِنَ الْمُهْتَدِينَ"[2]

ترجمہ: (اے پیغمبر کفار سے) کہہ دو کہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے ان کی عبادت سے منع کیا گیا ہے۔ (یہ بھی) کہہ دو کہ میں تمہاری خواہشوں کی پیروی نہیں کروں گا ایسا کروں تو گمراہ ہو جاؤں اور ہدایت یافتہ لوگوں میں نہ رہوں۔ اسی طرح ارشاد خداوندی ہے

" وَكَذَلِكَ أَنزَلْنَاهُ حُكْماً عَرَبِيّاً وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءهُم بَعْدَ مَا جَاءكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّهِ مِن وَلِيٍّ وَلاَ وَاقٍ"[3]

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے اس قرآنؐ کو عربی زبان کا فرمان نازل کیا ہے۔ اور اگر تم علم (ودانش) آنے کے بعد ان لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے چلو گے تو اللہ کے سامنے کوئی نہ تمہارا مددگار ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

" وَإِن كَادُواْ لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ وَإِذاً لاَّتَّخَذُوكَ خَلِيلاً"-[4]

ترجمہ: اور اے پیغمبر جو وحی ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے قریب تھا کہ یہ (کافر) لوگ تم کو اس سے بچلا دیں تاکہ تم اس کے سوا اور باتیں ہماری نسبت بنالو۔ اور اس وقت وہ تم کو دوست بنا لیتے۔

ایک اور آیات کریمہ مفہوم کو زیادہ واضح کرتی ہے۔

" وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ لاَ يَرْجُونَ لِقَاءنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَذَا أَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِن تِلْقَاء نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلاَّ مَا يُوحَى إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ"۔[5]

ترجمہ: اور جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی امید نہیں وہ کہتے ہیں کہ (یا تو) اس کے سوا کوئی اور قرآن (بنا) لاؤ یا اس کو بدل دو۔ کہہ دو کہ مجھ کو اختیار نہیں ہے کہ اسے اپنی طرف سے بدل دوں میں تو اسی حکم کا تابع ہوں جو میری طرف آتا ہے۔ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے (سخت) دن کے عذاب سے خوف آتا ہے۔

یہ آیات، بیّنات ایک آئینہ ہیں جن میں اہل حق کے حق کے مؤقف اور مثال اور اہل باطل کی خواہشات، ترغیبات اور مطالبات ہر دو کی مکمل تصویر دیکھی جاسکتی ہے۔یہی مسلمانوں کا مطلوب و مقصود ہے۔

" وَاتَّبِعْ مَا يُوحَى إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيراً، وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلاً"[6]

ترجمہ: اور جو (کتاب) تم کو تمہارے پروردگار کی طرف سے وحی کی جاتی ہے اسی کی پیروی کیے جانا۔ بیشک اللہ تمہارے سب عملوں سے خبردار ہے۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھنا۔ اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔

" ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاء الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ. إِنَّهُمْ لَن يُغْنُوا عَنكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ. هَذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ"[7]

ترجمہ: پھر ہم نے تم کو دین کے کھلے رستے پر (قائم) کر د یا تو اسی (رستے) پر چلے چلو اور نادانوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا۔ یہ اللہ کے سامنے تمہارے کسی کام نہیں آئیں گے۔ اور ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں۔ اور اللہ پرہیزگاروں کا

دوست ہے۔ یہ (قرآن) لوگوں کے لئے دانائی کی باتیں ہیں۔ اور جو یقین رکھتے ہیں ان کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

استقامت مسلمانوں کے حکمت عملی کی پہلی بنیاد ہے اور اس کا تقاضا ہے کہ نصب العین، مقصد اور منزل کے بارے میں نہ کوئی ابہام اور جھول رہے اور نہ کوئی کمزوری دکھائی جائے۔ نصب العین ہر صورت واضح اور ہر دھند سے پاک ہونا چاہیں۔ اس پر جم جانا، اللہ کا دامن تھامے رکھنا، صرف اس کی قوت پر بھروسہ کرنا اور صبر اور پامردی کے ساتھ اپنے مؤقف پر ڈٹ جانا اہل ایمان کا شیوہ اور طرۂ امتیاز ہے۔ اس میں ان کی بقاء دنیا اور آخرت میں کامیابی کا راز ہے۔

حکمت:

اسلاموفوبیا کے سدباب کے لئے جو حکمت عملی قرآن پاک اور سنت رسول ﷺ کی تعلیمات سے سامنے آئی ہیں۔ تو جہاں استقامت، ایمان اور اس حکمت عملی کے بنیادوں کو مضبوط کرتی ہے تو وہاں حکمت، دانش مندی، میانہ روی، رواداری، عدل کی روش، قوت کا حصول، امت کی وحدت، اظہار رائے کی آزادی، اعتماد و خود انحصاری اور تعلیم و ٹیکنالوجی کی ترقی سے ان بنیادوں پر ایک مکمل اور دیرپا عمارت تعمیر کی جاسکتی ہے۔

بیک وقت استقامت اور حکمت پر مبنی راستہ ہی وہ راستہ ہے جس سے اہل دین اپنی منزل کو پاسکتے ہیں۔

برداشت اور رواداری:

حکمت کا تقاضا ہے کہ جہاں مسلمان دین میں کوئی قطع برید نہ کریں اور نہ ہونے دیں، بلکہ اللہ کے دین کو جیسا کہ وہ ہے مضبوطی سے تھام لیں۔ وہاں اس بات کی ضرورت ہے کہ مسلمان کسی اشتعال میں نہ آئیں۔ اینٹ کا جواب پتھر سے نہ دیں، اسلام کی سکھائی ہوئی میانہ روی اور رواداری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں، اپنی داعیانہ حیثیت کو نہ بھولیں، مسلمانوں کی لڑائی مرض سے ہے مریض سے نہیں، کیونکہ دینی تقاضے کے مطابق تمام تر کوششیں اہل کفر کو ایمان کی دولت سے مالامال کرنے کے لئے ہے، ان کو نیست و نابود کرنے کے لئے نہیں۔ اللہ کی ساری مخلوق کے کچھ حقوق ہیں اور ان کو دین حق کی طرف لانے کے کچھ آداب ہیں۔ ان کا احترام اور اہتمام ہی حکمت دین ہے۔ اللہ تعالی کا حکم ہے۔

" ادْعُ إِلِى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ"[8]

ترجمہ: (اے پیغمبر) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریق سے ان سے مناظرہ کرو۔

" وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ"[9]

ترجمہ: اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔

" وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحاً وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ"۔[10]

ترجمہ: اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے۔

عدل کی روش:

حکمت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ مسلمان عدل وانصاف کا دامن کبھی اپنے ہاتھ سے نہ چھوٹنے دیں حتیٰ کہ مخالفت، جنگ وجدال اور مذاکرہ، ہر میدان میں مسلمان عدل کی راہ پر قائم رہ جائے اور فراست مومن کے ساتھ نرمی اور سختی، عفو ودر گزر، مقابلہ اور انتقام، ہاتھ روکنے اور دشمن پر وار کرنے کے تمام ممکنہ ذرائع اپنے اپنے صحیح وقت پر استعمال کریں۔

"قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ "[11]

ترجمہ: کہہ دو کہ میرے پروردگار نے تو انصاف کرنے کا حکم دیا ہے۔

" إنَّ الله يأْمُرُ بالْعدْل والإحْسان وإيتاء ذي الْقُربى وينهى عن الْفحْشاء والْمنكر والْبغي يعظُكُم لعلَّكُم تذكَّرون"[12]

ترجمہ: اللہ تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور نامعقول کاموں سے اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔ (اور) تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔

" يا أَيُّها الَّذين آمنواْ كونواْ قوَّامين لله شُهداء بالْقسْط ولاَ يجْرمنَّكُمْ شنآنُ قوْم علَى أَلاَّ تعْدلُواْ اعْدلُواْ هُو أَقْربُ للتَّقْوى واتَّقُواْ الله إنَّ الله خبيرٌ بما تعْملُون"۔[13]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑا ہو جایا کرو۔ اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔

" فمن اعْتدى علَيْكُمْ فاعْتدُواْ عليْه بمثْل ما اعْتدى علَيْكُم واتَّقُواْ الله واعْلموا أَنَّ الله مع الْمتَّقين "[14]

ترجمہ: پس اگر کوئی تم پر زیادتی کرے تو جیسی زیادتی وہ تم پر کرے ویسی ہی تم اس پر کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے۔

مکالمے کی ضرورت:

حکمت ہی کا ایک پہلو مکالمہ، گفت وشنید اور ڈائیلاگ ہے اور وہ بھی صحت کلام کے ساتھ ساتھ شریں کلامی کے ذریعہ یعنی وقُولُواْ للنَّاس حُسْناً ۔[15] ترجمہ: اور لوگوں سے اچھی باتیں کہنا۔
میرے بندوں (مسلمانوں کو کہہ دو کہ وہی بات کہیں جو بہترین ہو۔ اور مکالمے کے بھی آداب یہ ہیں کہ قدر مشترک کی طرف بلایا جائے۔

" قُل تعالَوْاْ إلَى كَلمة سواء بيْننا وبيْنكُمْ "[16]

ترجمہ: آؤ اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں (تسلیم کی گئی) ہے۔

نیز یہ کہ :

" ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ "[17]
ترجمہ: (اے پیغمبر) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریق سے ان سے مناظرہ کرو۔

" وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ "[18] ترجمہ: اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو۔

یہ سب حکمت ہی کے مختلف پہلو ہیں۔

اس طرح یہ بات کہ کب قوت کا استعمال کرنا ہے اور کب ہاتھ روک لینا اولیٰ ہے اور اس کا استعمال بھی حکمت ہی میں سے ہے۔

"أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّواْ أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُواْ الصَّلاَةَ وَآتُواْ الزَّكَاةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً وَقَالُواْ رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلا أَخَّرْتَنَا إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ قُلْ مَتَاعُ الدَّنْيَا قَلِيلٌ وَالآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَى وَلاَ تُظْلَمُونَ فَتِيلاً۔ أَيْنَمَا تَكُونُواْ يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ"[19]

ترجمہ: بھلا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو (پہلے یہ) حکم دیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو (جنگ سے) روکے رہو اور نماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے رہو۔ پھر جب ان پر جہاد فرض کر دیا گیا تو بعض لوگ ان میں سے لوگوں سے یوں ڈرنے لگے جیسے اللہ سے ڈرا کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اور بڑبڑانے لگے کہ اے اللہ تو نے ہم پر جہاد (جلد) کیوں فرض کر دیا۔ تھوڑی مدت اور ہمیں کیوں مہلت نہ دی۔ (اے پیغمبر) کہہ دو کہ دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے۔ اور بہت اچھی چیز تو پرہیز گار کے لئے (نجات) آخرت ہے اور تم پر دھاگے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (اے جہاد سے ڈرنے والو) تم کہیں رہو موت تو تمہیں آکر رہے گی خواہ بڑے بڑے محلوں میں رہو۔

اس وقت امت کے ارباب دانش، اسلامی تحریکات کے قائدین اور مسلمان ملکوں کی قیادت کے سامنے سب سے اہم سوال یہ ہے کہ قرآنی بنیادوں پر تجدّیٔ وقت کا مقابلہ کرنے کے لئے حکمت عملی بنائی

جائے۔اس حکمت کی روشنی میں کیا پالیسیاں بنائی جائیں اور کیا اقدامات تجویز کئے جائیں، تاکہ امت اپنا صحیح مقام حاصل کر سکے اور دنیا کو بھی نئے استعماری جارحیت سے محفوظ رکھا جاسکے۔

اس کے لئے ضروری ہے جن پر دنیا کی دوسری اقوام خصوصیت سے امریکہ سے آئندہ معاملات کئے جائیں۔اس کے تین محاذ ہونگے۔ہر ملک کا ذاتی محاذ، امت مسلمہ کا اجتماعی محاذ اور عالمی سطح پر نئے نظام اور اس کے قیام کے لئے منصوبہ بندی، بلاشبہ امریکہ اور اس کے عزائم اس پورے معاملے میں ایک کلیدی مقام رکھتے ہیں اور ان کے بارے میں ایک سوچے سمجھے مؤقف کی ضرورت ہے۔حالات کے آگے سپر ڈالنے کے معنی محکومی اور موت کے ہیں یہ وہ راستہ ہے۔جس کے نتیجے میں مسلمان سوا ارب کی امت ہوتے ہوئے بھی خس وخاشاک سے زیادہ وزن کے حامل نہ ہوں گے اور بالآخر ایک نئی سیاسی، معاشی اور تہذیبی غلامی کی گرفت سے نہ بچ سکیں گے۔

یہ راستہ جس نے بھی اختیار کیا وہ قوم، تاریخ کے اوراق میں صفحہ ہستی سے مٹ کر عبرت کا نشان بن گئی اور کبھی باقی نہ رہی۔یہ امر افسوسناک ہے کہ مسلمانوں کی ایک قابل ذکر تعداد نے طوعاً یا کرعاً، لیکن عملاً اس تباہ کن راستے کو اختیار کر لیا ہے کچھ شیطانی قوتوں کے باقاعدہ شریک کار بن گئے ہیں اور کچھ خاموش تماشائی یا نوالہ تر بننے پر آمادہ نظر آرہے ہیں۔یہ دراصل ذہنی، فکری اور عملی طور پر ہتھیار ڈال دینا ہے ترکی میں کمال ازم نے یہی اختیار کیا تھا۔

دشمن کے رنگ میں رنگ جانا ہے، جسم کو بچانے کی موہوم امیدوں کے نام پر ایمان، تہذیب، اقدار، نظریات، تصورات حیات تک کی قربانی دے دینا ہے۔

مغرب اور مغرب کے پیروکار دانش ور، مسلمانوں کو آج بھی سیکولرازم اور قوم پرستی کی دعوت دے رہے ہیں۔مگر یہاں یہ جان لینا چاہیے۔کہ یہ راستہ نہ صرف روحانی اور اخلاقی موت بلکہ تہذیبی موت کا بھی ہے۔دوسرا راستہ ہے کہ شریک کار نہ بنا جائے، نرم چارہ نہ بن جائے اور اس راہ سے اپنے آپ کو بچالیا جائے۔اسے تحفظ کی حکمت عملی کہتے ہیں۔اس حکمت عملی پر ایک طبقے نے مغربی اقوام کی استعماری یلغار کے پہلے دور میں بھی عمل کر کے دیکھ لیا لیکن مسلمان نے ان سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔یہ حکمت عملی ہتھیار ڈال دینے کی پالیسی سے کچھ بہتر ہے۔اس میں اپنے آپ کو مسجد، مدرسہ اور خانقاہ میں محصور کر کے تبلیغی سرگرمیوں تک محدود تو کیا جاسکتا ہے۔لیکن یہ حکمت عملی بھی نامکمل اور درست نہیں

ہے، صلاحیت میں خطرات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت پر جمود طاری ہوتا چلا جاتا ہے اور بالآخر مغلوبیت اور محکومیت ایسی اقوام کا مقدر بن جاتے ہیں۔

تیسرا راستہ تصادم اور انتقام کا راستہ ہے کہ جذبات میں آکر میدان میں کود پڑو۔ بس جان کی بازی لگا دو، اڑا دو اور تباہ کردو اور جس چیز پر حملہ آور ہو سکتے ہو، حملہ کر ڈالو۔ یہ بھی کوئی دانش مندی کا راستہ نہیں اور نہ اسے کسی پہلو سے مثالی شکل کہا جا سکتا ہے۔ جذبات کی ایک اہمیت ہے لیکن جذبات کے ساتھ تفکر اور سوچ و بچار کی بھی ضرورت ہے۔ اس میں قوت کا استعمال تو ایک ضروری عنصر ہے مگر قوت کا بے محل استعمال یا بس اندھی انتقامی کاروائی کا کوئی مقام نہیں۔ اس میں قوت کو حکمت کے ساتھ استعمال کرنا شامل ہے۔

گویا کہ محض جذباتی ہو کر، وقتی طور پر کچھ کر دیں، یہ بھی ایک راستہ ہے، مگر اس راستے میں خیر کے امکانات بہت ہی کم ہیں۔ البتہ تباہی اور برس ہا برس کی محنتوں پر پانی پھر جانے کا خطرہ ضرور ہے۔

حواشی

[1] ۔ سورہ البقرۃ، آیت ۲۵۶۔

[2] ۔ سورہ الانعام، آیت ۵۶۔

[3] ۔ سورہ الرعد، آیت ۳۷۔

[4] ۔ سورہ بنی اسرائیل، آیت ۳۷۔

[5] ۔ سورہ یونس، آیت ۱۵۔

[6] ۔ سورہ الاحزاب، آیت ۲ اور ۳۔

[7] ۔ سورہ الجاثیہ، آیت ۱۸ تا ۲۰۔

[8] ۔ سورہ النحل، آیت ۱۲۵۔

[9] ۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۰۴۔

[10] ۔ سورہ حم سجدۃ، آیت ۳۴، ۳۳۔

[11] ۔ سورہ الاعراف، آیت ۲۹۔

[12] ۔ سورہ النحل، آیت ۹۰۔

[13] ۔ سورہ المائدہ، آیت ۸۔

14۔ سورہ البقرہ، آیت ۱۹۴۔

15۔ سورہ البقرہ، آیت ۸۳۔

16۔ سورہ آل عمران، آیت ٦۴۔

17۔ سورہ النحل، آیت ۱۲۵۔

18۔ سورہ حم سجدہ، آیت ۳۴۔

19۔ سورہ النساء، آیت ۷۸، ۷۷۔